کی عزت و قدر ایسی کرتے تھے کہ باید و شاید خصوصاً تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے (الی ان قال) اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ (حیات اعلیٰحضرت ص۳۱)

(۲)۔ محمد بن محمد بن عرب مدنی نے اعلیٰحضرت کی دعوت کی۔ دوران طعام ان کے اور اعلیٰحضرت کے درمیان مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حیات اعلیٰحضرت ص۳۱)

(۳)۔ یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ اعلیٰحضرت نے اپنے سے پہلے کے اکابرین سے کئی ایک مسائل میں اختلاف کیا۔ مثلاً عورتوں کا مزارات اولیاء پر جانا جمہور اہل سنت کے نزدیک جائز اور مستحب اور اعلیٰحضرت کے نزدیک حرام ہے۔

(۴)۔ اسی طرح علامہ برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مغیبات خمسہ (پانچ غیبوں) کا علم نہیں مانتے (دیکھیے ملفوظات اعلیٰحضرت) اس کے برعکس اعلیٰحضرت اور علماء کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مغیبات خمسہ (پانچوں غیبوں) کا علم مانتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود اعلیٰحضرت علامہ برزنجی کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں:

"جامع علوم نقلیہ و اصل فنون عقلیہ، جامع شرافت حسب و نسب آباء و اجداد، وارث علم و شرف، محقق، صاحب ذہن نقاد و مدقق تیز ذہن، مدینہ طیبہ میں شافعیہ کے مفتی مولانا سید شریف احمد برزنجی ان کا فیض ہر سیاہ و سفید کو عام ہو۔" (حسام الحرمین ص۱۲۱ طبع کانپور)

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اس قدر زبردست اختلاف کے باوجود کہ امام احمد رضا حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں اور علامہ برزنجی نہیں مانتے پھر بھی اعلیٰحضرت ان کو سُنی ہونے سے خارج قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے اسم گرامی کے ساتھ اس قدر عظیم الشان القاب شامل فرماتے ہیں۔

(۵)۔ قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی فاروقی کے ممتاز شاگرد و مرید و خلیفہ حضرت شاہ سلامت اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو باکمال عالم و عارف تھے انہوں نے مسئلہ اذان ثانی میں اعلیٰحضرت سے اختلاف کیا۔ (مکتوب امام احمد رضا ص۲۱)۔

حضرت مولانا عبدالغفار خان صاحب رامپوری مسئلہ اذان ثانی میں اعلیٰحضرت کی مخالفت میں پیش پیش تھے (حیات اعلیٰحضرت ص۲۳)

اعلیٰحضرت لکھتے ہیں: "رامپور کے بعض اہل سنت نے مسئلہ اذان ثانی میں مخالفت کی۔" (مکتوبات ص۳۳)۔

لہٰذا ایک تو یہ واضح ہو گیا کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا ہر نقطۂ نظر اہل سنت کے لیے واجب القبول یا واجب الاتباع نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ علمی و تحقیقی طور پر اور کسی دلیل شرعی کی بنیاد پر کوئی سنی اہل علم و تحقیق کسی مسئلہ میں یا بعض مسائل میں اگر اعلیٰحضرت کے نقطۂ نظر سے اتفاق نہ کرتے ہوئے اس سے مختلف نقطۂ نظر اختیار کرے تو وہ سنی ہی رہتا ہے۔ اس پر طعن و تشنیع کرنا جہالت و حماقت اور ظلم و گناہ ہے۔ کاش کہ سنیت کو محض اعلیٰحضرت کی ذات میں محدود کرنے والے یہ سمجھتے کہ وہ اس سے سنیت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ سنیت کے ساتھ زیادتی اور دشمنی کر رہے ہیں۔ [1]

علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ اور علامہ مفتی غلام سرور قادری کی ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ یا دیگر اکابر اہلسنت سے کسی فرعی مسئلہ میں دلائل و براہین کے ساتھ

[1] علامہ مفتی غلام سرور قادری، ماہنامہ البرہان لاہور، ص ۳۲۔۳۳، شمارہ نمبر ۲، ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ، جون ۱۹۹۲ء

تبیان القرآن

جلد چہارم

الاعراف — الانفال

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

ناشر
فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح لملا علی القاری بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان رجلا یعلم علم الغیب۔ مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب (اس سے مراد وہ مخفی چیز ہے جس میں ابتداءً اللہ تعالیٰ کا علم بالذات نفوذ کرتا ہے اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عز وجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً عزت و جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، غرض صدق مفہوم اور چیز ہے اور اطلاق لفظ دوسری چیز۔ امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں کم من معتقد لا یطلق القول به خشیة ایهام غیره مما لا یجوز اعتقاده فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق (کتنے عقائد ایسے ہیں کہ ان کا معتقد ہوتا ہے لیکن ان کا اطلاق نہیں کیا جاتا کہ کہیں دوسرے کے ذہن میں ایسی چیز کا وہم نہ ہو جس کا اعتقاد جائز نہیں ہے اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے) اس سے واضح ہو گیا کہ جو حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں ان کا اطلاق صحیح نہیں۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں وانما لم یجز الاطلاق فی غیره تعالیٰ لانه یتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فیکون مناقضا واما اذا قید وقیل اعلمه الله تعالیٰ الغیب او اطلعه علیه فلا محذور فیه (اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداءً ہے تو یہ قرآن کے خلاف ہو جائے گا لیکن جب اس کو مقید کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الملفوظ، حصہ ۳، مطبوعہ نور محمد کراچی)

نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

علم ذاتی اللہ عز وجل کا خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے اور علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو اس کی شرح حاشیہ کشاف میں سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ اطلاق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے وہ کافر ہے۔

(الملفوظ، ج ۳، ص ۲۳، مطبوعہ نور محمد کراچی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی دونوں نے یہ تصریح کی ہے کہ علوم غیبیہ، اولین و آخرین کے احوال اور ملکوت سماوی پر مطلع ہونے کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا، آپ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا لغۃً اور معنی صحیح ہے لیکن اصطلاحاً صحیح نہیں ہے۔

تھے ؟ اگر یوں کہا جائے کہ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی آیت کے استثناء میں داخل ہیں۔ کیونکہ آپؐ برگزیدہ اور پسندیدہ رسولؐ ہیں۔ جس کا ثبوت اس آیت میں ہے کہ لیکن اپنے رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے۔ کیونکہ آپؐ ہی رسول مجتبےٰ ہیں۔ اگر اس کا انکار کیا جائے تو پھر ہم پوچھیں گے کہ پھر حضور علیہ السلام کے سوا ان دونوں آیات میں کس رسول مجتبےٰ و مرتضےٰ کا ذکر ہے ؟۔ اس مقام پر تحقیق یہ ہے کہ **عالم الغیب** کے فقرہ کا استعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صحیح ہے۔ باعتبار بعض علم غیب کے (جو منصبِ رسالت سے وابستہ ہے) اور بعض علم غیب کے (جو منصبِ رسالت کے دائرہ سے خارج ہے) اعتبار سے صحیح نہیں۔

کیونکہ بعض مغیبات کا خبر دینا آپؐ سے بالکل صحیح اور روشن ہے۔ مثلاً آپؐ کا عالم برزخ کے متعلق قبر کی تنگی اور منکر نکیر کے سوالوں کی خبر دینا اور نیک بندے کی قبر کا ، گز تک وسیع ہونے اور بدکار پر تنگ ہونے کی خبر دینا یا احوالِ قیامت میں خدا کے سامنے پیش ہونے ، وزنِ اعمال پلصراط ، حوضِ کوثر ، شفاعت جنّت اور اس کی نعمتیں اور دوزخ اور اس کی آگ کا خبر دینا۔

یا چند معاملات دُنیاویہ سے خبر دینا۔ مثلاً بدر میں مشرکین کی قتل گاہیں بتانا ، یا حاطب بن بلتعہ کی چٹھی واپس لینا۔ جو اُس نے پوشیدہ طور پر مشرکین کو لکھی تھی۔ یا ابوجہل کو بتانا کہ اس کی مٹھی میں کنکریاں ہیں۔ یا شاہ فارس کے قتل کی خبر دینا خاص اُسی صبح کو جبکہ مارا گیا تھا۔ یا موتِ نجاشی شاہ حبشہ کی خبر دینا۔ پھر مدینہ طیبہ میں اس پر غائبانہ جنازہ پڑھنا۔ یا یہ خبر دینا کہ دیمک اس کاغذ معاہدہ کو کھا گئی ہے۔ جو قریش نے آپؐ کے خلاف لکھ کر بیت اللہ شریف

قال اللہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم

العقائد الصحیحۃ

ترجمہ — از تصنیف

زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین محی السنۃ ماحی البدعۃ ثانیٔ الالف ثانی

حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد حسن جان صاحب

مجددی نقشبندی فاروقی قدس اللہ سرہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

سُنی عقائد اعلیٰ حضرت کے ماننے والے علماء و عوام کے متفقہ عقائد

حاضر و ناظر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کوئی نہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام حاضر وناظر نہیں

اور نبی کو دوسری جگہوں کا علم نہیں ہوتا

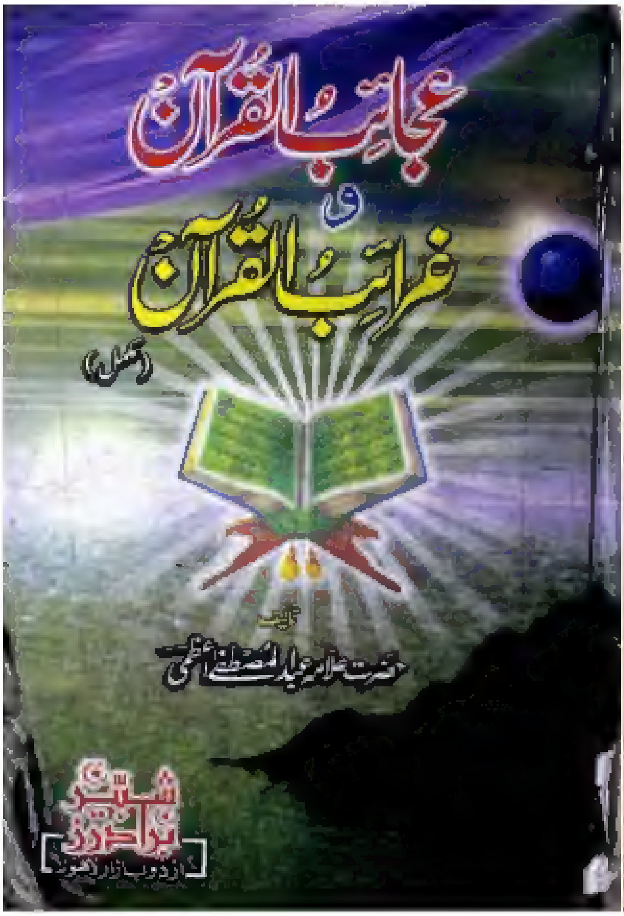

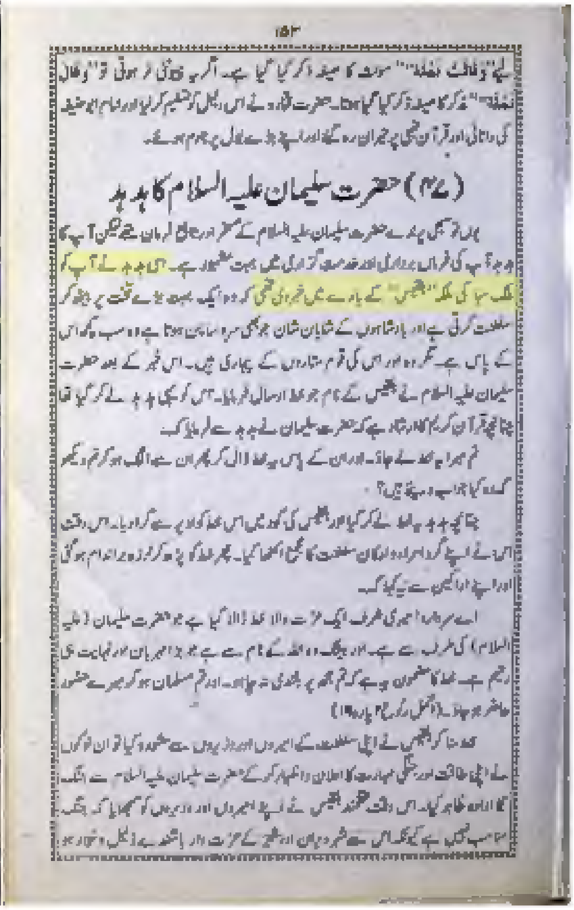

۱۵۳

[illegible]

(۴۷) حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہد ہد

[illegible]